رسائل و مسائل

اسلامی تحریک میں سمع و طاعت کی شرعی حیثیت

سوال: اللہ کے نبیؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص امیر کی اطاعت سے روگردانی کرتا ہے گویا کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ:

۱۔ ایک اسلامی تحریک میں، جب کہ اسلامی حکومت قائم نہ ہو، سمع و طاعت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۲۔ اطاعت کب تک جائز رہتی ہے؟ کیا ہر معروف کی اطاعت لازمی ہے؟

۳۔ کیا اطاعت کی حد اتنی ہی وسیع ہے جتنی کہ اسلامی ریاست میں امیر کی اطاعت کی ہے؟

۴۔ اطاعت نہ کرنے پر نبی کریمؐ کی احادیث میں جو وعید ملتی ہے کیا تحریک میں اطاعت سے روگردانی پر بھی فرد اسی کا حق دار قرار پاتا ہے؟

جواب: اقامت دین کا کام فرض عین ہے۔ اسلامی تحریک اس کام کو ادا کرنے کے لیے وجود میں آئی ہے۔ اس کی چھوٹی بڑی تنظیمیں اسلامی تحریک کے مختلف یونٹ ہیں اور اسلامی تحریک کی حیثیت ایک منظم فوج کی ہے۔ امارت، نظم اور اجتماعیت کی اساس ہے اور امارت بغیر سمع و اطاعت کے متصور نہیں ہے۔ اسلامی تحریک کا وجود اور اس کا کام قرآن پاک کی متعدد آیات اور احادیث کا تقاضا اور دین کی روح ہے۔

اسلامی تحریک ایک طرف مسلمانوں کو ان کا فرض یاد دلاتی ہے، انھیں اس کے لیے فکری اور عملی طور پر تیار کرتی ہے اور دوسری طرف لادین جماعتوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ باطل اور لادین افکار و نظریات پر تنقید کر کے عامۃ المسلمین کو ان کے شر سے بچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو صرف یہ بات مطلوب نہیں کہ لوگ اس کے دین کے لیے لڑیں، بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ منظم ہو کر اس کے دین کے لیے لڑیں اور ایک منظم قوت بن کر کفر کی منظم طاقت کو شکست دیں اور اس کے اقتدار کو ختم کر کے اسلامی اقتدار قائم کریں۔ انبیا علیہم السلام نے صرف نظریہ نہیں پھیلایا بلکہ نظریے پر ایمان لانے والوں کو اپنی قیادت میں منظم کر کے ایک امت بنایا۔ تمام انبیا علیہم السلام کا مقصد اور نصب العین ایک تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ○ (المومنون ۲۳: ۵۲)۔ اور یہ تمھاری امت ایک

ہی امت ہے اور میں تمھارا رب ہوں' پس مجھی سے تم ڈرو)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عام انبیا علیہم السلام کی طرح ایک امت برپا کی۔ آپؐ نے اپنے دور میں مختلف فوجیں مختلف امرا کی قیادت میں دعوت و جہاد کے لیے روانہ کیں اور انھیں ہدایات دیں جن میں معروف میں امیر کی سمع و اطاعت کی ہدایت بھی شامل ہوتی تھی۔ اس میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ یہ کتاب و سنت اور فقہ اسلامی میں طے شدہ اصول ہے۔

اس وقت دنیا میں اسلامی تحریک اور اس کی چھوٹی بڑی تنظیموں سے وابستگی اور ان کے نظم کی اطاعت اس بنیاد پر ہے کہ یہ ایک ایسی جماعت اور فوج ہے جو اقامت دین کے لیے سرگرم عمل ہے' اور وہ اسی فریضے کو سرانجام دے رہی ہے جو فریضہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد کیا گیا تھا۔ جو لوگ اس سے وابستہ ہوتے ہیں وہ ایک دستور کی بنیاد پر تنظیم میں شامل ہوتے ہیں اور اپنے عہد کی بنیاد پر اطاعت نظم کے پابند ہوتے ہیں۔ فریضہ اقامت دین کو سرانجام دینے کی خاطر ہی وہ اس تنظیم سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اس لیے ان میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ اس مقصد کے حصول کے لیے تنظیم کو مضبوط' فعال اور متحرک رکھے اور اسے وسیع کرنے کی کوشش کرے تاکہ مقصد میں کامیابی حاصل ہو۔

تنظیم کے بغیر اور تنظیمی قوت اور تنظیم کو بڑے پیمانے پر وسیع کیے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ تنظیم کی مضبوطی کی بنیاد یہ ہے کہ لوگ نظم کی اطاعت کریں۔ اس کے نظم کے وہ تمام لوگ پابند ہیں جنھوں نے اس میں شمولیت اختیار کی ہے اور اطاعت کا عہد کیا ہے۔ اگر وہ معروف میں تنظیمی اور دعوتی کاموں میں نظم کی اطاعت نہیں کریں گے تو اپنے عہد کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوں گے۔ قرآنی حکم ہے: وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ج اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ○ (بنی اسرائیل ۱۷: ۳۴) عہد کی پابندی کرو' بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہوگی۔ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا (النحل ۱۶: ۹۱) اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم نے اس سے کوئی عہد باندھا ہو' اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ ڈالو--- یہ عہد جو تنظیم کے ساتھ کیا گیا ہے' جس کا حلف اٹھایا گیا ہے' اس کی خلاف ورزی کی جائے گی تو گناہ ہوگا کیوں کہ یہ عہد کی خلاف ورزی ہے۔

اس میں سمع واطاعت کی خلاف ورزی کا گناہ' فوج کے امیر کے حکم کی خلاف ورزی کے گناہ کی طرح ہے۔ اس کے کاموں میں سستی کا وہی حکم ہے جو فوجی اور جہادی مہمات میں سستی کا ہے۔ جس طرح فوجی مہمات کی اہمیت میں فرق ہوتا ہے اور اس میں بعض مہمات میں شرکت سب کے لیے ضروری ہوتی ہے اور بعض میں سب کی شرکت ضروری نہیں ہوتی اور بعض کی حیثیت صدق اور نفاق کو پرکھنے کی ہوتی ہے۔ تحریکی مہمات کا بھی یہی حکم ہے۔

--- جو شخص عقیدہ اور نصب العین میں کمزوری کی بنا پر سمع و اطاعت میں کمزور ہو گیا اور تحریکی مہمات میں سست پڑ گیا وہ گناہ گار ہو گا۔

--- جو شخص عقیدہ اور نصب العین سے انحراف کی بنا پر تنظیم سے الگ ہو گیا وہ خسارے میں پڑ گیا۔

--- جو شخص نظم سے اختلاف کی بنا پر الگ ہو گیا اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔

--- جو کام کی مشکلات سے ڈر کر یا دنیاوی لالچ میں آ کر ایک طرف ہو گیا' وہ جہاد سے پیٹھ پھیرنے کے جرم کا مرتکب ہو گیا۔

اس تمہید کے بعد آپ کے سوالات کی ترتیب کے مطابق جواب کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) جو شخص موجودہ حالات میں' جب کہ اسلامی حکومت قائم نہیں ہے' اسلامی نظم جماعت میں شامل ہونے کے باوجود سمع و اطاعت نہیں کرتا وہ اپنے عہد کی خلاف ورزی کا مرتکب ہے اور سمع و اطاعت کی جس قدر خلاف ورزی کرے گا اسی قدر اپنے عہد کو توڑے گا اور اسی تناسب سے گناہ کا مرتکب ہو گا۔

(۲) اطاعت' معروف میں جائز ہے اور معروف کو قائم کرنے کی خاطر ہی تو تنظیم وجود میں آئی ہے۔ تب غیر معروف میں اطاعت کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔

(۳) اسلامی حکومت کے امیر' اور امیر جماعت کی اطاعت میں حکم کے اعتبار سے فرق ہے اور دونوں کی حدود مختلف ہیں۔ امیرالمومنین کی اطاعت' امیر ریاست کی حیثیت سے ہوتی ہے اور امیر جماعت کی اطاعت تنظیم کے امیر کی حیثیت سے ہے۔ امیر ریاست کی اطاعت آدمی کی مرضی پر منحصر نہیں ہے' اس نے اس کی اطاعت کا عہد کیا ہو یا نہ کیا ہو اسے معروف میں اس کی اطاعت کرنا ہو گی۔ جب کہ وہ شرعی اصولوں کے مطابق منصب پر فائز ہوا ہو اور معروف کے مطابق حکم کرتا ہو۔ ایسے امیر کی اطاعت اور نافرمانی کے بارے میں فرمایا: مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِی فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ "جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی"۔ لیکن امیر جماعت کی اطاعت عہد پر موقوف ہے' جس نے اطاعت کا عہد کیا ہو وہ اطاعت کرے گا اور جس نے اطاعت کا عہد نہیں کیا وہ اطاعت کا پابند نہیں ہو گا۔

(۴) اطاعت سے ہاتھ کھینچنے کی صورت میں جو وعیدیں آئی ہیں ان کا تعلق امیرالمومنین اور مسلمانوں کے اجتماعی نظم سے کٹ جانے سے ہے۔ مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہو جانا ان کے مقابلے میں تنہا چلنا یا جماعت بنانا' فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِہٖ اور مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ ترجمہ: (اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال لیا جو الگ ہوا' وہ الگ ہو کر آگ میں چلا گیا) کا مصداق اور اسلام سے علیحدگی کے ہم معنی ہے۔ امیر کی نافرمانی کو گناہ کبیرہ نہیں کہا گیا البتہ مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی کو گناہ کبیرہ کہا جا سکتا ہے